کرنا کیا چاہیے؟

یہاں پہنچ کر انسان کا ایمان اور ضمیر اس سے پوچھتا ہے: ''اب کرنا کیا چاہیے؟''

ہمارے سب سے بڑے اور سچے خیر خواہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سچی احادیث میں ہمیں اس خطرناک دور کے حوالے سے کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ ہمارے لیے ان سے بڑھ کر تو کوئی چیز ڈھال یا حصار نہیں ہوسکتی۔ ہم پہلے ان روحانی تدابیر کو ذکر کریں گے۔ اس کے بعد ان کی عصرِ حاضر پر تطبیق کرتے ہوئے کچھ تزویراتی تدابیر پیش کریں گے۔ فتنۂ دجال سے ان دو قسم کی تدابیر کے بغیر نہیں بچا سکتا۔ لیکن ان تدابیر کے تذکرے سے پہلے ان کا خلاصہ سمجھ لیجیے تو بہتر ہوگا۔ فتنۂ دجال اکبر کے تین مختلف مرحلے ہیں: شدید، اشدّ اور ناقابل تحمل اشدّ۔ امت مسلمہ اس وقت پہلے مرحلے (شدید) میں داخل ہوچکی ہے۔ دوسرے و تیسرے مرحلے (اشدّ اور ناقابل تحمل اشدّ) کا اسے عنقریب سامنا ہے۔ ان تمام مراحل سے سرخروئی کے ساتھ نمٹنے اور پوری بنی نوع آدم کو نجات و کامیابی سے ہمکنار کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ''جہاد فی سبیل اللہ'' ...... جہاد سے مراد اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال فی سبیل اللہ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تدبیر، کوئی منصوبہ، کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ باقی سب چیزیں تعلیم و تبلیغ، سیاست، تحریک، علم و ٹیکنالوجی اس کے تابع اور ماتحت ہوں تو خیر ہی خیر ہیں...... لیکن اس سے لاتعلقی اور کنارہ کشی کی قیمت پر تو یہ سب غیر مؤثر ہیں۔ آج تک مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کا راز یہی رہا ہے اور آیندہ بھی اللہ کا قانون تبدیل نہیں ہوسکتا۔ عصر حاضر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مغرب کی حیران کن مادی ترقی کا مقابلہ اتنی ہی مادی طاقت حاصل کر کے کرنا چاہتے ہیں...... جبکہ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس میدان میں مغرب ہم سے اتنا آگے ہے کہ اس کا تعاقب کھیلوں میں ممکن نہیں، زندگی کی عملی حقیقتوں میں ایسا کہاں ممکن ہوگا؟ پچھلے اولمپک گیمز (بیجنگ، چین) میں پاکستان زور لگا کر بھی ایک تمغہ نہیں جیت سکا۔ پورا عالمِ اسلام مل کر بھی لاطینی امریکا کے ایک چھوٹے سے ملک ''جمیکا'' جتنے تمغے نہیں جیت سکا۔ دبئی کی ایک شہزادی کو جوڈو کراٹے کا شوق چرایا لیکن جب پہلا ہی مقابلہ جنوبی کی چیمپئن سے پڑا تو یہ شوق مہنگا پڑا۔ تو جب کھیلوں میں یہ حال ہے حضور! تو آپ رہتے کس دنیا میں ہیں کہ مغرب سے متھا لینے چلے ہیں...... البتہ میدان میں پنجہ لڑانے کا مقابلہ ہو تو مغرب ہم سے نہیں نکل سکتا۔ جس طرح عالمِ اسلام کے تیس چالیس ملک مل کر ایک چھوٹے سے امریکن ملک سے نہیں جیت سکتے، اسی طرح ''عظیم ترین امریکا'' چالیس ملکوں کو ساتھ لے کر نہتے طالبان کے آگے بے بس ہے۔ اے مسلمانو! اللہ کے لیے سوچو! آنکھوں سے دیکھنے کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے۔ اب تو سمجھ لو! اب تو مان لو! دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں سے تعلیم و ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر کسی ایک کا مقابلہ تم نہ کر سکے لیکن جہاد کے مبارک عمل کی بدولت دنیا کے پسماندہ ترین ملک کے غیر منظّم مجاہدین نے دنیا کے تمام سپر پاورز اور منی سپر پاورز کو وقت ڈالا ہوا ہے۔ یہ کیا کرشمہ ہے؟ ترقی کا یہ کیسا کار آمد گُر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھا کر گئے ہیں۔ ذیل میں ذکر کی جانے والی ساری تدبیریں اسی ایک نکتے کے گرد گھومتی ہیں۔

روحانی تدابیر

اللہ تعالیٰ جو بیماری نازل کرتا ہے، اس کا علاج بھی بتاتا ہے۔ احادیث میں جس طرح آخر زمانے کے فتنوں اور خونریز معرکوں کی تفصیل بیان ہوئی ہے اسی طرح ان سے نجات کی راہوں کی بھی اتنی دقیق تفصیل ہے کہ کوئی چیز کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے ہر آنے والے فتنے اور واقعے کے

shared by: www.alkalam.pk
کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

کرنا کیا چاہیے؟

بارے میں معلومات چھوڑی ہیں۔لیکن جس طرح آخری زمانے کے فتنوں اوران میں ہونے والی ہلاکتوں کے بارے میں احادیث اورآثار غیر معروف ہیں،اسی طرح وہ آثار جن میں ایسی نبوی ہدایات اورقیمتی نصیحتیں ہیں جونجات کی راہوں پر روشنی ڈالتی ہیں،غیر معروف ہیں اورلوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ہمیں اس موقع پر اکابر علمائے اہلِ حق کاشکرگزار ہونا چاہیے کہ وہ ہمیں ان سے آگاہ کرتے اور مطلع رکھتے ہیں۔ان کی یہ کوشش نہ ہوتو ہماری جہالت اور بے حسی ہمیں لے ڈوبے۔

راہِ نجات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات راستے کے روشن نشانات ہیں جن کی روشنی میں انسان آنے والے فتنوں کی تاریکیوں میں منزل تلاش کرسکتا اورمہلک وخون ریز معرکوں میں نجات حاصل کرسکتا ہے۔ذیل میں احادیث سے مستنبط شدہ وہ ہدایات درج کی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان پر عمل کی توفیق دے اورہمیں چھوٹے بڑے ظاہری اور باطنی ہر طرح کے فتنوں سے بچائے۔آمین۔

پہلی ہدایت:

آخری زمانہ کے فتنوں اورحادثات کے بارے میں جاننا اوران سے بچنے کے لیے نبوی ہدایات سیکھنا اوران پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پر یقین کو مضبوط کیا جائے،اپنے ربّ کے ساتھ مضبوط بنیادوں پر تعلقات استوار کیے جائیں،دین کے لیے فدائیت اورفنائیت کا جذبہ پیدا کیا جائے اورفتنوں کے حوالے سے حدیث شریف میں بیان کی جانے والی نصیحتوں اورآخری تدبیر سمجھ کران پر سختی سے عمل کیا جائے۔کیونکہ فتنے کسی کو بھی متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔جو اُن کو پہلے سے جانتا ہوگا بچ جائے گا اور جس کا ایمان قوی ہوگا اوراللہ پر یقین پختہ ہوگا وہ کامیاب ہوجائے گا۔

دوسری ہدایت:

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتنوں کا شکار ہونے سے بچائے اورحق کی مدد کے وقت باطل والوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''فتنوں کے درمیان سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہوگا جو چھپا رہے اور پاک و صاف رہے۔اگر سامنے آئے تو کوئی اسے پہچان نہ سکے اوراگر سامنے نہ ہو تو کوئی اس کا حال احوال نہ پوچھے۔اورلوگوں میں سب سے زیادہ بدنصیب وہ خطیب ہوگا جو بلند آواز سے فصیح وبلیغ خطبہ دے گا اوروہ سوار ہوگا جو سواری کو تیز دوڑنے پر مجبور کرے گا۔ان فتنوں کے شر سے وہی نجات پائے گا جو سمندر میں ڈوبنے والے کی طرح خلوص سے دعا مانگے گا۔''

لہٰذا ہر صاحبِ ایمان پر اولاً تو یہ لازم ہے کہ دل کو باطنی گندگیوں سے پاک کرے اوراسے ریاکاری،غرور وتکبر اورحسد جیسے امراض سے صاف کرے۔یہ بیماریاں دلوں کو مُردہ کردیتی ہیں اورایسے لوگ فتنوں کے دوران استقامت نہیں دکھاتے۔نمود ونمائش کی چاہت اورشرف وجاہ کی تمنا،یہ سراسر بدنصیبی اورتباہی کا باعث ہے۔پھر اس کے بعد اسے چاہیے کہ گڑگڑا کر خلوص کے ساتھ ایسے دل سے دعا مانگے جو درد میں ڈوبا ہوا ہو۔ایسی دعا جو سمندر میں ڈوبنے والا مانگتا ہے۔یہ دعا اس کے دل ودماغ

shared by: www.alkalam.pk
کتاب : دجال مصنف : مفتی ابولبابہ شاہ منصور

کرنا کیا چاھیے؟

سے بلکہ اس کے ہر ہر عضو اور ہر بال کی جڑ سے نکل رہی ہو۔ یہی دعا وہ ڈھال ہے جو فتنوں میں کام آئے گی۔ یہ دعائیں پابندی کے ساتھ مانگنا چاہیے جیسا کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمت کو سکھانے کے لیے مختلف فتنوں سے بچنے کے لیے ان کا نام لے کر دعا مانگا کرتے تھے۔

تیسری ہدایت:

ان تمام گروہوں اور نت نئی پیدا شدہ جماعتوں سے علیحدہ رہنا جو علمائے حق اور مشائخ عظام کے متفقہ اور معروف طریقے کے خلاف ہیں اور اپنی جہالت یا خود پسندی کی وجہ سے کسی نہ کسی طرح کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ''ایک وقت آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بھیڑ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی اور بارش کے مقامات پر چلا جائے گا تاکہ وہ اپنے دین کو لے کر فتنوں سے بھاگ جائے۔'' اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر نے اپنی مشہور تصنیف ''فتح الباری'' میں لکھا ہے: ''سلف صالحین میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ فتنوں کے زمانے میں صاحبِ ایمان آدمی عام لوگوں سے کنارہ کش ہو کر علیحدگی اختیار کرے یا نہ؟ بعض حضرات ایمان بچانے کے لیے گوشہ نشینی یا پہاڑوں میں نکل جانے کی اجازت دیتے ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ شہروں میں رہ کر فتنوں کے خلاف ڈٹ جانا چاہیے...... لیکن یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب فتنہ عام نہ ہو، لیکن اگر فتنہ عام ہو جائے تو پھر فتنہ زدہ لوگوں سے علیحدگی اور تنہائی کو ترجیح دی گئی ہے۔'' یعنی قابل برداشت حالات میں تو انسان کو معاشرے کے درمیان ہی رہنا چاہیے اور ان کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے...... البتہ جب فتنوں کا ایسا زور ہو کہ اپنا ایمان بچانا مشکل ہو جائے تو پھر عذاب الٰہی آنے سے پہلے گناہوں بھرے معاشرے سے الگ ہو جانا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمرو! اگر تو ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے درمیان رہ گیا تو پھر کیا کرے گا؟ یہ وہ لوگ ہوں گے (اس کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے سنیے) جنہوں نے اپنے عہد و پیمان اور امانتوں کو ضائع کر دیا، پھر وہ ایسے ہو گئے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔ انہوں نے پوچھا: ''ایسے وقت میرے لیے کیا حکم ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عام لوگوں کو چھوڑ کر خاص لوگوں کے ساتھ مل جانا۔''

ہمارے زمانہ میں عہد و پیمان کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ لوگ وعدے کر کے صاف مکر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ کوئی قرآن وحدیث تھوڑا ہی ہے۔ امانتوں کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ خیانت اور کرپشن عام ہے اور سوائے ان کے جن پر اللہ کی رحمت ہے، سب کے ضمیر بگڑ چکے ہیں۔ یہ خرابیاں مزید بڑھتی جائیں گی اور عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا کہ عوام میں رہنا اپنی آخرت کو برباد کرنے کے مترادف ہو گا۔ اللہ والے خواص (علماء و مشائخ، اصلاحی حلقے، مدارس و خانقاہ) کی صحبت کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔

کرنا کیا چاہیے؟

چوتھی ہدایت:

جب حضرت مہدی کا ظہور ہو تو ان کے خلاف نکلنے والے لشکر میں کوئی صاحب ایمان ہرگز شامل نہ ہو، بلکہ حضرت مہدی کی بیعت میں (جب ان کو احادیث میں بیان کردہ علامات کے مطابق پائے) جلدی کرے۔

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جو بد نصیب لشکر حضرت مہدی کے ساتھ لڑنے کے لیے پہلے پہلے بھیجا جائے گا وہ کفار کا نہیں، مسلمانوں کا لشکر ہوگا۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہوں گے جن کو لڑائی پر مجبور کیا ہوگا لیکن کچھ ارادتاً سوچ سمجھ کر لڑنے کے لیے آئیں گے۔ یہ وہ نام نہاد مسلمان ہوں گے جو ''فکری ارتداد'' کا شکار ہو چکے ہوں گے اور ان کو حضرت مہدی کے رفقاء دہشت گرد، شدت پسند، بنیاد پرست وغیرہ نظر آ رہے ہوں گے۔ ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر اُن کا حشر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ ہر مسلمان اس کی احتیاط کرے کہ اس کا خاتمہ اس منحوس طریقے سے نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پناہ لینے والا [یعنی حضرت مہدی] بیت اللہ میں پناہ لے گا، اس کی طرف فوج بھیجی جائے گی۔ جب وہ بیابان (کھلے میدان) میں پہنچے گی تو زمین میں دھنس جائے گی۔''

حضرت مہدی کی مخالفت کے بجائے جب ان کے ظہور کا اعلان ہو اور ان میں سچے مہدی کی علامات پائی جائیں جو پیچھے بیان ہو چکی ہیں تو ان کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت میں سبقت لے جانے کی کوشش کی جائے۔ اس زمانے میں ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ حضرت مہدی کے حلقۂ مجاہدین میں شامل ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اللہ کے راستے میں اپنی جان و مال پیش کرے۔ حضرت مہدی کی پہچان کا ایک ذریعہ تو وہ علامات ہیں جو احادیث میں بیان ہوئیں۔ دوسرا ذریعہ امیر جہاد کی سچی طلب ہے۔ اس کی برکت سے بھی اللہ مدد کرے گا، دل میں خیر کا القاء کرے گا اور سچے مہدی اور ان کے اعوان و انصار کی پہچان ہو جائے گی ورنہ جن کو طلب نہ ہوگی وہ علامات دیکھ کر بھی ان کا ساتھ نہ دیں گے بلکہ گھروں میں بیٹھے علماء، طالبان اور مجاہدین پر تبصرے کرتے رہیں گے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے امیر جہاد کی سچی طلب اور جستجو آخری زمانے کے لوگوں کے لیے سعادت کی علامت اور آخرت کا سرمایہ ثابت ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرو، خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔''

پانچویں ہدایت:

امریکا اور مغربی ممالک کے گناہوں بھرے شہروں کے بجائے حرمین، ارضِ شام، بیت المقدس وغیرہ میں رہنے کی امکانی حد تک کوشش کرنا۔ خونی معرکوں میں زمین کے یہ خطے اہل ایمان کی جائے پناہ ہیں۔ دجال ان میں داخل نہ ہو سکے گا۔

نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک دجال چار مسجدوں، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد طور سینا اور مسجد اقصیٰ کے سوا ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔''

کرنا کیا چاہیے؟

چھٹی ہدایت:

پابندی سے تسبیح وتحمید اور تہلیل وتکبیر کی عادت ڈالی جائے۔ جس کو ذکر کی لذت سے آشنائی ہوگی، ان کو ذکر سے ایسی حلاوت نصیب ہوگی کہ کھانے پینے سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ دجال کے فتنے کے عروج کے دنوں میں جب وہ مخالفین پر غذائی پابندیاں لگائے گا، ان دنوں ذکر و تسبیح غذا کا کام دے گی لہٰذا ہر مسلمان صبح شام مسنون تسبیحات (درود شریف، تیسرا یا چوتھا کلمہ اور استغفار) کی عادت ڈالے اور سورۂ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتیں یاد کر کے ان کے ورد کا معمول بنائے۔ دجال کے فتنوں کے دنوں میں یہ چیز نہایت برکت والی اور روحانی دوا کے ساتھ جسمانی غذا بھی ثابت ہوگی۔

ایک عظیم الشان حدیث میں جسے ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے روایت کیا ہے، اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھاتے ہیں کہ دجال کے زمانہ میں ہم بھوک اور پیاس کا کیسے سامنا کریں؟ روای کہتا ہے پوچھا گیا: ''اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ان دنوں کون سی چیز لوگوں کے لیے حیات بخش ہوگی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تحمید (الحمدللہ کہنا) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) کھانے پینے کی جگہ ان کے اندر سرایت کر جائے گی۔''

یہ حدیث لوگوں کو ذہن نشین کر لینی چاہیے اور اسے اپنے عمل کی بنیاد بنانا چاہیے۔ دجال کے زمانہ میں اس حدیث سے بھوک اور پیاس کے فتنے کا سامنا کیا جا سکتا ہے۔ پس اللہ کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت میں لگے رہیں۔ ابھی سے ''قیام اللیل'' (رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنے اور ذکر و وظائف) کی عادت ڈالیں۔ دجال کے زمانہ میں یہ عادت ایسے خوش نصیبوں کے لیے آبِ حیات ثابت ہوگی۔

ساتویں ہدایت:

سورۂ کہف کی تلاوت۔

ایک مشہور حدیث جو ابوداؤد، مسلم، ترمذی، نسائی، احمد، بیہقی وغیرہ جیسے عظیم محدثین کی کتابوں میں پائی جاتی ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال کے فتنے سے جو محفوظ رہنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ سورۂ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتوں کی تلاوت کرے۔ اس کی تلاوت دجال کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچا لیتی ہے۔ اس میں کچھ ایسی تاثیر اور برکت ہے کہ جب ساری دنیا دجال کی دھوکا بازیوں اور شعبدہ طرازیوں سے متاثر ہو کر اس کی خدائی تک تسلیم کر چکی ہوگی، اس سورت کی تلاوت کرنے والا اللہ کی طرف سے خصوصی حصار میں ہوگا اور یہ دجالی فتنہ اس کے دل ودماغ کو متاثر نہ کر سکے گا۔ مستند روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جو بندہ جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھتا ہے وہ اگلے جمعہ تک نور اور روشنی میں رہتا ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس جمعہ سے آیندہ جمعہ تک اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ یہ بھی ہے کہ سورۂ کہف جس گھر میں پڑھی جاتی ہے، اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ دجالیات کے محقق مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب اپنی کتاب ''فتنۂ دجال کے نمایاں خدوخال'' میں فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کا عام دستور بھی ہے کہ ان میں متقی اور پرہیزگار لوگ ہر جمعہ کو سورۂ کہف ضرور تلاوت کرتے ہیں۔ مسجدوں میں اسی لیے اس سورت کے متعدد نسخوں کے رکھنے کا عام رواج ہے۔ صاحب خیر لوگوں کو یہ بھی کرنا چاہیے۔ سورۂ یٰسین کی طرح سورۂ کہف کے مستند نسخے بھی چھپوا کر مساجد میں رکھوائے جائیں۔'' (ص:15)

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب سورۂ کہف اور دجال کے تعلق پر لکھی جانے والی اپنی تحقیقی کتاب ''معرکۂ ایمان و مادیت'' میں فرماتے ہیں:

کرنا کیا چاہیے؟

”جمعہ کے روز جن سورتوں کے پڑھنے کا شروع سے میرا معمول ہے، ان میں سورۂ کہف بھی شامل ہے۔ حدیث نبوی کے مطالعہ کے دوران مجھے علم ہوا کہ اس روز سورۂ کہف پڑھنے اور اس کو یاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کو دجال سے حفاظت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کیا اس سورہ میں واقعی ایسے معانی وحقائق اور ایسی تنبیہیں یا تدبیریں ہیں جو اس فتنہ سے بچا سکتی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بار بار پناہ مانگی ہے اور اپنی اُمت کو بھی اس سے پناہ مانگنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، اور جو وہ سب سے بڑا آخری فتنہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے: ”مَابَیْنَ خَلْقِ آدَمَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اَمْرٌ اَکْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ.“ (آدم کی پیدائش سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی واقعہ نہیں ہے۔) میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو کتاب اللہ اور اس کے اسرار وعلوم سے سب سے زیادہ واقف تھے) قرآن کی ساری سورتوں میں آخر اسی سورہ کا انتخاب کیوں فرمایا ہے؟ مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل اس راز تک پہنچنے کے لیے بے تاب ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس خصوصیت کا سبب کیا ہے اور اس حفاظت اور بچاؤ کا جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، سورہ سے کیا معنوی تعلق ہے؟ قرآن مجید میں چھوٹی بڑی (قصار مفصل اور طوال مفصل) ہر طرح کی سورتیں موجود تھیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان سب کو چھوڑ کر اس سورہ کا انتخاب کیا گیا اور یہ زبردست خاصیت اسی سورہ میں رکھی گئی۔ مجملاً مجھے اس کا یقین ہو گیا کہ یہ سورہ قرآن کی ضرور ایسی منفرد سورہ ہے جس میں عہد آخر کے ان تمام فتنوں سے بچاؤ کا سب سے زیادہ سامان ہے جس کا سب سے بڑا علمبردار دجال ہوگا۔ اس میں اس تریاق کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے جو دجال کے پیدا کردہ زہریلے اثرات کا توڑ کرسکتا ہے اور اس کے بیمار کو مکمل طور پر شفایاب کرسکتا ہے۔ اگر کوئی اس سورہ سے پورا تعلق پیدا کرلے اور اس کے معانی کو اپنے دل وجان میں اُتار لے (جس کا راستہ اس سورہ کا حفظ اور کثرت تلاوت ہے) تو وہ اس عظیم اور قیامت خیز فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اس کے جال میں ہرگز گرفتار نہ ہوگا۔

اس سورہ میں ایسی رہنمائی، واضح اشارے بلکہ ایسی مثالیں اور تصویریں موجود ہیں جو ہر عہد میں اور ہر جگہ دجال کو نامزد کرسکتی ہیں اور اس بنیاد سے آگاہ کرسکتی ہیں جس پر اس فتنہ اور اس کی دعوت وتحریک قائم ہے۔ مزید برآں یہ کہ یہ سورہ ذہن ودماغ کو اس فتنہ کے مقابلہ کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس کے خلاف بغاوت پراُکساتی ہے۔ اس میں ایک ایسی روح اور اسپرٹ ہے جو دجالیت اور اس کے علمبرداروں کے طرزِ فکر اور طریقۂ زندگی کی بڑی وضاحت اور قوت کے ساتھ نفی کرتی ہے اور اس پر سخت ضرب لگاتی ہے۔“

لہٰذا اہلِ ایمان کو چاہیے کہ یا تو پوری سورۂ کہف حفظ کرلیں یا کم از کم اس کی پہلی دس یا آخری دس آیات یاد کرلیں تاکہ دجال کے خروج کے وقت ان کی تلاوت ہر ایک کے لیے ممکن ہو۔ ان آیات میں ایسی قدرتی تاثیر ہے کہ ایسے لوگوں کو دجال کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور دجالی فتنے کے ظہور سے پہلے ان آیات کے ورد کا فائدہ یہ ہوگا کہ دجالی قوتوں کے منفی پروپیگنڈے کا اثر انسان کے دل ودماغ اور ایمان وعمل پر کم سے کم ہوگا۔ ابن خزیمہ کا قول ہے: ”میں نے ابوالحسن الطنافسی کو کہتے سنا فرما رہے تھے، میں نے عبدالرحمٰن المحاربی کو کہتے سنا ہے کہ: ”اس حدیث کو [یعنی جس میں جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے] ہر استاد کے تربیتی نصاب میں شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ مکتب کے تمام بچوں کو سکھا دے۔“ اندازہ کیجیے اتنے زمانہ پہلے ہمارے اکابر کو فتنوں سے بچنے کا اس قدر اہتمام تھا۔ آج ہم فتنوں کے بھنور میں پھنسے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور مزید عظیم فتنے ہمارے سر پر کھڑے ہیں...... ہمیں تو ان چیزوں کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ بالفرض اگر حقیقی عظیم فتنے ہمارے دور میں ظاہر نہ ہوئے تو چھوٹے دجالوں کے جھوٹے پروپیگنڈے اور میڈیا وار سے تو ان آیات کی برکت ہمیں ضرور محفوظ رکھے گی۔

کرنا کیا چاہیے؟

آٹھویں ہدایت:

عراق میں دریائے فرات کا پانی رکنے سے اس کی تہہ سے جو سونا برآمد ہوگا، اس کی لالچ کوئی مسلمان نہ کرے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''قریب ہے کہ فرات سونے کے پہاڑ سے پیچھے ہٹ جائے۔ چنانچہ جو بھی اس وقت موجود ہو اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''اس پہاڑ پر مسلمان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوں گے تو سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا: ہو سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں!''

لہٰذا ہر مسلمان حرص و ہوس اور طمع و لالچ کے بجائے انفاق فی سبیل اللہ کا مزاج بنائے اور لینے اور لوٹنے کے بجائے دینے اور لٹانے کی عادت ڈالے...... ورنہ دنیاوی حرص کہیں کا نہ چھوڑے گی۔